وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ادارۂ تحریر
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

سالانہ ۹ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہؤا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ (الوصیۃ ص۷)

شبیہ مبارک حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضؓ

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ (الوصیۃ ص۷)

شبیہ مبارک حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ

شبیہ مبارک حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ | ۲۲ ہجرت ۱۳۴۸ ہش | ۲۲ مئی ۱۹۶۹ ع

جماعتِ احمدیہ میں خلافت کی نعمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہوا۔ اگلے روز ۲۷ مئی کو جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہٗ کو خلیفۃ المسیح کے طور پر منتخب کیا۔ اور بغیر کسی اختلاف کے سبھی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس کے بعد ہی حضور علیہ السلام کے جسدِ اطہر کی تدفین عمل میں آئی۔

محبوب آقا کے وصال کے نتیجہ میں دلوں کی جو خاص کیفیت تھی اور انابت اِلی اللہ کا جو ماحول تھا اس میں جماعت نے جو فیصلہ کیا وہ بالکل صحیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن وصایا کے عین مطابق تھا جو وصال سے ۲½ سال قبل حضورؑ نے رسالہ الوصیّت میں بیان فرمائیں۔ اور واضح کیا کہ آپؑ کے بعد اسی طرح خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا جس طرح حضورؑ کے آقا و مطاع سیدنا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ اس کا آغاز ہوا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب جو اُس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے کی طرف سے بیرونجات کے احباب جماعت کو اطلاع کی غرض سے حسب ذیل اعلان سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوا:-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیّت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان اقربا حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت اُم المؤمنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلّمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔" (الحکم ۲۸ مئی و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد سب سے پہلا اجماع جو جماعت کا ہوا وہ اسی مسئلہ خلافت پر ہوا۔ اس وقت کسی کو بھی اس سے مختلف نظریہ پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور نہ ضرورت۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہٗ کے چھ سالہ زمانہ خلافت میں سب کی اطاعت اس فیصلہ پر عملی تصدیق تھی۔ مگر جب مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہٗ کی وفات کے بعد جماعت نے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہٗ کو خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر منتخب کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس موقعہ پر بعض لوگوں کو اختلاف و افتراق کی باتیں سوجھیں۔ دراصل یہ وہی لوگ تھے جو خلافتِ اولیٰ کے زمانہ میں ہی فسق اور عدمِ اطاعتِ امام کے مرض میں مبتلا ہو چکے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے احکام کی اطاعت میں پس و پیش کرتے اور آپ کے فیصلہ جات کی تعمیل میں انقباض دکھاتے رہے۔ حتیٰ کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب اور بیعت کے وقت، یہ سب لوگ ننگے ہو گئے۔ اور سرے سے خلافت ہی کے منکر ہو کر قادیان کی مبارک بستی کو چھوڑ گئے اور ساتھ ہی خلافت حقہ کی بجائے "انجمن" کو حضور علیہ السلام کا جانشین بتلانے لگے۔ حالانکہ اسی انجمن نے ایک دفعہ پہلے خلافت کے حق میں اپنا فیصلہ دے کر حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی جانشین قبول کر لیا تھا ——!!

نہ صرف یہ بلکہ خلافتِ حقہ سے منہ موڑنے والوں نے کئی طور سے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا:-

● —— سب سے پہلے یہی کہ مقدس مرکز قادیان سے محروم رہ گئے۔ جس کی نسبت اس زمانہ کے مامور و مرسل نے تحریر فرمایا کہ:-

"خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیّت)

● —— اس قبرستان میں دفن ہونے کے امکانی دروازے کو اپنے پر بند کر لیا جس کی نسبت حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

"اِس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْهَا کُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔" (الوصیّت)

● —— واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہو کر عملی رنگ میں وحدتِ قومی کی شیرازہ بندی سے محروم ہو گئے۔ جبکہ خلافتِ اُولیٰ کی بیعت کر کے عملاً سبھی افرادِ جماعت نے ایسے امام کی ماتحتی کو بشرحِ صدر قبول و منظور کر لیا تھا ——!!

● —— چھ سال بعد خلافت سے رُوگردانی کر کے ان عظیم القدر برکات سے محروم رہ گئے جو اس مبارک منصب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور یہ کوئی معمولی نہیں بلکہ آج ساری دُنیا میں مسلمان اپنی عددی کثرت بلکہ اچھی خاصی حکومتیں قبضہ میں ہونے کے باوجود دنیا کی سیاست میں محض بے وقعت بنے ہوتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ ان میں اتحاد نہیں۔ خلافت ہی کا منصبِ عالی ہے جو رُوحانی اقدار پر عالَمِ اسلام کو ایک ہاتھ پر جمع کر کے اُن کے حق میں بے پناہ طاقت اور شوکت کا باعث بن سکتا ہے۔ یوں تو اس کی ضرورت کا احساس سبھی مسلمان کرتے ہیں۔ مگر صحیح اقدام کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق اگر ملی ہے تو فقط جماعتِ احمدیہ کو وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

عامۃ المسلمین کا قصہ تو خیر بالکل ہی مختلف ہے کہ وہ تاحال اس موعود مسیحؑ کو شناخت نہیں کر سکے جو اس زمانہ میں اُن کے نصیبوں کو جگانے آیا۔ زیادہ قابلِ افسوس حالت تو اُن لوگوں کی ہے جو اس مامور اور مرسل کی طرف اپنے تئیں نسبت دینے کے باوجود ایک واجب الاطاعت امام اور برحق خلیفہ کے ربقۂ طاعت سے دُور ہیں۔ حالانکہ ایک عرصہ تک علیحدہ رہ کر اس امر کا بخوبی تجربہ بھی کر لیا کہ اُن کا یہ طریق نادرست ہے۔ چنانچہ عرصہ ہوا اخبار پیغامِ صلح لاہور میں اس کا واضح اعتراف بھی شائع ہو چکا ہے، جس میں لکھا ہے:-

"ضروری ہے کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو جس کا ہر حکم اس قانون کے ماتحت واجب التعمیل ہو اور کوئی فرد اس کی بجا آوری میں چون و چرا نہ کرے اس امارت کی بہترین مثال زمانہ امارت ابوبکرؓ و عمرؓ ہے۔ وہ قرآن کے تابع تھے۔ لیکن کیا مجال کہ کوئی اُن کے احکام سے سر مُو انحراف کر سکے۔ یہ ترقی تب ہی ممکن ہے جبکہ ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو۔ تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان سے کوئی حکم مترشح ہو سب بلا حیل و حجت اس پر عمل پیرا ہوں۔ کیونکہ عمل میں حجت و تکرار سمِ قاتل ہے۔ بظاہر ایسے امر کا تسلیم کرنا طبع کو ناگوار گذرتا ہے۔ خود سر انسان ناک بھوں چڑھاتے ہیں کہ اس میں پیر پرستی اور شخصی غلامی کا رنگ جھلکتا ہے۔ مگر یہ قلّتِ تدبّر اور کوتاہ بینی کا نتیجہ ہے ...... جب تک عنان ایسے امیر کے ہاتھ میں نہ ہو جس کے ہاتھ پر عملی طور پر تن من دھن کی قربانی کی بیعت ہو مستقل اور پائیدار ترقی محال ہے۔" (پیغامِ صلح ۷ فروری ۱۹۳۷ء)

یہ ہے منکرین خلافت کے اس نظریہ کی اپنی شکست کا واضح اعتراف جس پر سالہا سال تک بحثیں کرتے رہے۔ امیر کے لئے افرادِ جماعت کی کامل اطاعت

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۵ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۰ ہجرت (مئی)۔ اخبار الفضل تاحال موصول نہیں ہو رہی۔ ایک مقامی دوست کے نام حضرت مرزا عزیز احمد صاحب مدظلّہ کے گرامی نامہ سے اطلاع ملی ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

● —— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل و عیال قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب جنوبی ہند کے دورے پر ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور بخیریت قادیان واپس لائے۔ آمین۔

مورخہ ۱۶ ہجرت بعد نمازِ عشاء مسجد مبارک میں الحاج مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی نے حج بیت اللہ کے ایمان افروز حالات سنائے اور الحاج مکرم افتخار احمد صاحب اشرف نے وہاں کے بعض تبرکات دکھائے۔ یہ پُرلطف محفل پونے گیارہ بجے تک جاری رہی۔

جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام

سیّدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی واضح تحریرات کی روشنی میں

ذیل میں افادۂ احباب کی خاطر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے چند ایسے واضح اور اہم ارشادات نقل کئے جاتے ہیں جن سے آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد جماعتِ احمدیہ میں بھی خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام کتنا ضروری اور نا گزیر ہے۔ نیز یہ کہ ان مفید اور بیش قیمت حوالہ جات کی موجودگی میں غیر مبائعین حضرات کا نظامِ خلافت سے انکار کرنا نا روا ہی نہیں بلکہ ضد اور سراسر ہٹ دھرمی کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان واضح ارشادات پر کما حقہٗ غور کرنے اور حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ؛

ایڈیٹر

(۱)

خدا تعالیٰ کی ایک قدیم سُنّت

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور اُن کو غلبہ دیتا ہے...... جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے، مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دُوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پُورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط

(الوصیّت صفحہ ۵، ۶)

(۲)

دو قدرتیں

"سو اَے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اَب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔"

(ایضاً صک)

(۳)

نزولِ رحمت

"دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔"

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(۴)

خلیفہ اور اس کا اوّلین کام

"صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسُول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسُول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"

(اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۵)

ایک حدیث اور اس کی تشریح

"ثمّ یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔" یعنی پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۳۷)

(۶)

ذرّیتِ طیبہ میں ایک جانشین کا وعدہ

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد میں ہوگا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲، ۱۳)

(۷)

جماعت کے لئے واجب الاطاعت امام

"اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسُول سمجھتے ہیں۔ آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے، اسلئے ایسے بڑے کام کے لئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور جو لوگ جماعت سے ابھی باہر ہیں در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو اُن کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔ اس لئے میں اُن کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

(رسالہ پیغام صلح تقطیع خورد صفحہ ۲۰-۲۱)

(۸)

خلیفہ ظلِّ رسُول ہوتا ہے

"چونکہ کسی انسان کے لئے بھی دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(رسالہ پیغام صلح تقطیع خورد ص۲۰-۲۱)

(۹)

قرآنِ کریم میں دائمی خلافت کا وعدہ

"ان آیات کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو مَیں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

مقامِ خلافت
اور
حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا واضح مسلک

ذیل میں حضرت حاجی الحرمین مولوی نورالدین صاحب، خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند مفید اور کارآمد حوالے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ جن پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی جہاں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کا کیا مسلک تھا۔ وہاں اکابرینِ غیر مبائعین کی اُن خفیہ ریشہ دوانیوں کا پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے جو انہوں نے عہد خلافتِ اُولیٰ میں ہی شروع کر دی تھیں ——— ایڈیٹر

(۱)

استحکامِ خلافت کیلئے آپ کی غیرت

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے بابرکت عہدِ خلافت میں ہی جب کچھ فتنہ پرداز لوگوں نے منصبِ خلافت کو گرانا چاہا تو حضور نے اعلان فرمایا کہ :-

"تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دُکھ دیا ہے کہ میں اُس حصّہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا ہوں جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ بلکہ میں اپنے پیر کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔"

(اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

خلیفہ کے تئیں اطاعتِ کاملہ

نیز فرمایا کہ :-

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔" (ایضاً)

(۲)

معرفت کا ایک نکتہ

"حضرت صاحبؑ کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص (مقتدین صدر انجمن احمدیہ قادیان) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر اُن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے ...... پس تم کان کھول کر سنو! اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کروگے تو فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم کے مصداق بنوگے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا۔ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں۔ جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔"

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں بالکل تمہاری پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو۔ اور کیسے کامیاب ہوتے ہو...... مجھے ضرورتاً کچھ کہنا پڑا ہے۔ اُس کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں تمہارا ساتھ دونگا مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں، تم اپنے پہلے وعدہ پر قائم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ...... جلد بازی سے کوئی فقرہ مُنہ سے نکالنا آسان ہے مگر اُس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیار کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کب معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔"

(اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(۳)

خلیفہ خُدا بناتا ہے

"مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴)

خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس جب میں مر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۵)

خلیفہ پر اعتراض کرنا سعادت مندی نہیں

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا...... مگر انہوں نے اعتراض کرکے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اُسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سر بسجدہ ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اِباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے، تو سعادت مند فطرت اُسے اُسْجُدُوا لِآدَمَ کی طرف لے آئے گی۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۶)

ایک ناقابلِ فراموش نکتہ

"ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اُن کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ اُن کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔" (بدر ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء)

(۷)

انجمن یا ایک واجب الاطاعت خلیفہ

"اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ۔ امام ایک ہی ہونا چاہئے تاکہ وحدت قائم رہے اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اُسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اُسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اس کی اتباع کرے بلکہ وزراء کی رائیں اس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں۔ کہ اُن میں اپنی رائے کا حُسن و قبح دیکھ لے۔"

(درس القرآن صفحہ ۵۷۲)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ جماعت کو خلافت کی اہمیت اور اس کے ساتھ وابستگی کی تلقین فرمائی اپنی وفات سے چند روز قبل آپ نے فرمایا کہ:

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔"

(پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

(۹)

آخری تحریری وصیت

"میرا جانشین متقی ہو، ہر دلعزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگذر کو کام لاوے۔ میں سب کا خیرخواہ تھا وہ بھی خیرخواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام۔"

(الحکم ۷ مارچ ۱۹۱۴ء)

آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ سے مختلف شکلوں میں قیامِ خلافت کا وعدہ کیا ہے

مجدّدیتِ عظمیٰ اور خلافتِ عظمیٰ اب تا قیامت صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع اور کامل اُمّتی ہونے کی حیثیت میں اُمّتِ محمدیہ کا آخری خلیفہ قرار دیا ہے

نئی صدی کے سر پر پہلے مجددین کی طرح کسی نئے مجدد کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ خلافتِ راشدہ اور خلافتِ ائمہ کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت اہم بصیرت افروز تقریر

فرمودہ ۲۷ اخاء ۱۳۴۷ ہش (مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا. يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور - ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں

اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم

دیا ہے اور بتایا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کھول کر الٰہی احکام اور شریعت کے ارشادات کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور مومنوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان احکام کی بجاآوری میں اطاعت کاملہ کا نمونہ دکھلا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ اگر تم کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ گے تو ان راہوں کی طرف نہیں ہدایت دی جائے گی جن پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور یہ بھی وعدہ دیا گیا کہ اگر تم کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بشری کمزوریوں کے پیشِ نظر خلافتِ حقہ کا نظام تم میں جاری کرے گا۔ اور ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کا تعلق پختہ اور کامل طور پر اپنے رب سے ہوگا۔ وہ اپنے اور تمہارے رب کے منشاء کے مطابق تمہاری راہنمائی کرتے رہیں گے۔ اور تمہیں سہارا دیتے رہیں گے۔ تمہاری غلطیوں، سستیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور ان نیک اعمال کی طرف راہنمائی کرتے رہیں گے جو حالاتِ حاضرہ کا تقاضا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بہت سے احکام دئے ہیں ان میں سے

ایک حکم تو یہ ہے

کہ ہم ملکی قوانین کا احترام کریں۔ اور حکومتِ وقت کے ساتھ تعاون کریں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی بنیاد اسلامی احکام کے مطابق ہے (یعنی اطاعتِ قانون اور حکومتِ وقت سے تعاون) گو ظاہر میں اس کا تعلق سیاست سے ہے اس لئے ہمیشہ ہم پر یہ آوازے کسے جاتے رہے ہیں کہ تم خوشامدیوں کی جماعت ہو۔ لیکن ایسے آوازے کسنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ ہم دنیا سے کوئی محبت اور پیار نہیں رکھتے۔ لیکن ہمیں اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو گزاریں خواہ دنیا جو مرضی سمجھے جو مرضی کہے۔ اس لئے ہر فردِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ

ملکی قانون کا احترام

کرے اور ہر جائز اور معروف کام میں حکومتِ وقت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔ کسی قسم کے فتنہ کا باعث نہ بنے امن اور صلح اور آشتی کی فضا جیسا کہ دنیا کی ہر عقلمند حکومت اپنے ملک میں قائم کرنا چاہتی ہے اس امن اور صلح کی فضا کو قائم کرنے کے لئے حکومتِ وقت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ شاید دنیا کے ایک حصہ کو خوش کر سکے لیکن یقیناً وہ اپنے رب کو ناراض کرنے والا ہوگا پس ہم

حکومت سے تعاون اور قانون کی پابندی

اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں کہتا ہے کہ ایسا کرو۔ ورنہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا اور اللہ کی ناراضگی کی ہمیں زیادہ پرواہ ہے بہ نسبت ان ناراضگیوں کے جن کا اظہار بعض دنیاداروں کی طرف سے ہوتا ہے

ایک دوسرا حکم

جو اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کے بنیادی حکم کے تحت ہمیں ملا ہے۔ (ایسے سینکڑوں احکام ہیں۔ میں اس وقت ان میں سے دو یا تین کو لوں گا) اپنے نفوس کی تربیت اور اپنے بچوں اور خاندان اور اپنے ماحول کی تربیت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے مامور کا زمانہ گزر جاتا ہے تو وہ طاقتیں جو خدا تعالیٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابا اور غصہ اور غضب رکھتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ پہلی نسل ہم سے بچ گئی اور دوسری بھی بچ گئی۔ اب تیسری نسل پر حملہ آور ہو کر اس مقصد میں الٰہی تحریک کو ناکام کر دیں جس مقصد کے لئے اسے کھڑا کیا گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے بعض گھروں میں بدعات اور رسوم رائج ہو رہی ہیں۔ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ میری ڈاک میں بعض دفعہ اس قسم کا سوال بھی ہوتا ہے کہ تعویذ اور گنڈے کرنے جائز ہیں یا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تربیت میں ایک حد تک کمی آگئی ہے۔ ان گھرانوں میں۔ کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارا سارا توکل اور ہمارا سارا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ وہی ہمارا سہارا ہے اور اس نے ہمیں ہماری ہر ضرورت اور کمزوری کے وقت سہارا دینے کے لئے جن راہوں کو جن طریقوں کو تجویز کیا ہے وہی طریقے صحیح اور درست ہیں اور ان سے ادھر اُدھر ہونا خدا کے غضب کا موجب بن جاتا ہے احکامِ شریعت کی پوری پابندی اور سنتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہماری بیویوں کے لئے ضروری ہے۔ ہمارے بچوں کے لئے ضروری ہے۔ ہمارے ماحول کے لئے ضروری ہے اور یہ ذمہ داری زیادہ تر جماعت کے اس گروہ پر پڑتی ہے جو عمر کے لحاظ سے انصار کہلاتے ہیں۔ جماعتی نظام میں بھی انہیں کا اثر اور نفوذ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ عمر کے ہوتے ہیں۔ زیادہ تجربے والے ہوتے ہیں۔ علمی تربیت یافتہ ہوتے ہیں یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دوسروں کی گمراہی تمہیں تکلیف نہیں پہنچا سکتی اگر تم ہدایت پا جاؤ۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے ان تمام احکام کی معرفت حاصل کی اور اس کی توفیق سے بجا آوری کی طاقت اور توفیق حاصل کی۔ اور ان احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے بچوں کی اور آپ کے ماحول کی ذمہ داری بھی آپ پر ڈالی گئی ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ میں سے ہر ایک کہیں نہ کسی رنگ میں

راعی کی حیثیت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ سے جواب طلبی کرے گا کہ اس ذمہ داری کو تم نے کس رنگ میں اور کس طور پر نبھایا۔ تو جو شخص بچوں کی تربیت سے غافل ہے یا جو شخص اپنی تربیت سے غافل ہے اور اس قسم کی باتیں گھر میں کرنے کا عادی ہے جس کے نتیجہ میں بچوں کے دلوں سے خدا اور اس کے رسول کی محبت آہستہ آہستہ مٹتی چلی جائے اور نظام کے خلاف باتیں کرنے کی اسے عادت پڑ جائے تو خود کو بھی خراب کیا اور اگلی نسل کو بھی خراب کیا۔ خدا کے سامنے جب آپ جائیں گے اور وہ آپ سے پوچھے گا کہ

بحیثیت نگران (؟) صلی اللہ علیہ وسلم

کے دین اور نشانوں کے مطابق اور میرے حکم کے ماتحت تم نے اس ذمہ داری کو کیسے نبھایا تو کیا جواب دیں گے آپ۔ پس تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور اپنے ماحول کو نیک اور پاک اور ہر قسم کی گندگی اور ہر قسم کی ناپاکی سے صاف بنانے کی کوشش کریں جب تک آپ کا ماحول اور آپ کا گھر پاک نہیں ہوگا آپ کا لباس تقویٰ گندگی کی چھینٹوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

تیسری بات

جو میں ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نظام خلافت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کی جماعتوں میں بھی ان لوگوں کے حالات کے مطابق رائج کیا تھا اور جیسے اسلام میں بھی اللہ تعالیٰ نے قائم کیا۔ اور ایک وعدہ اور بشارت کے رنگ میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جیسے اور جس رنگ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں خلفاء کا نظام قائم کیا گیا تھا۔ اسی رنگ میں اور اسی طور پر امت مسلمہ میں بھی خلفاء کا ایک نظام قائم کیا جائے گا جو خلیفہ اور مجدد کہلائیں گے آیت استخلاف میں خلافت کا یہ وعدہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

ہر صدی کے سر پر مجدد

بھیجا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کیا کریں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کی آپ نے جو بھی کہا ہے وہ قرآن کریم کے اصول کی اور قرآن کریم کے اجمال کی تفسیر اور تفصیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اور جو لوگ وحی ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں وہ "اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کے گروہ میں داخل ہیں ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے اور یہ بات ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی بلکہ احادیث صحیحہ میں مجملات و اشارات قرآن کریم کی تفصیل ہے سو اس معرفت کے پانے سے اعجاز قرآن کریم ان پر کھل جاتا ہے۔ اور نیز ان آیات بیّنات کی سچائی ان پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں"

(الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۹۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں یہ فرمایا کہ امت محمدیہ میں ہمیشہ ایک مطہر گروہ پیدا ہوتا رہا۔ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اور اس مطہر گروہ کو قرآن کریم کے اس وعدہ کے مطابق کہ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ وقت کی ضرورتوں کے مطابق قرآن کریم کے مخفی خزائن اور اسرار میں سے بہت سے اسرار اور بہت سی روحانی دولت عطا کرتا رہے گا پھر وہ علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہو جائیں گے کہ جس طرح نئی نئی باتیں قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مطہرین کے سردار تھے ان کو ہم سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ

قرآن کریم کے معارف اور دقائق

سکھایا کرتا تھا اور آپ نے جو بھی فرمایا وہ قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے۔ قرآن کریم سے زائد کوئی بات آپ نے نہیں کی۔ اس وقت حوالہ تو میرے پاس نہیں لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد دوسری جگہ بھی وضاحت کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور ہر ارشاد قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے جیسے آپ کا ہر فعل اور عمل قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا تو آپ نے کہا اگر آپ کے اخلاق معلوم کرنا چاہتے ہو تو

قرآن کریم پڑھ لو

قرآن کریم نے جو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کر دکھایا۔ تو آپ کے اخلاق تو قرآن کریم میں تحریر ہیں کیونکہ آپ کے افعال اور اعمال عین قرآن کریم کے مطابق ہیں۔ ان سے باہر نہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرے گا یہ قرآن کریم کی کس آیت کی تفسیر ہے۔ پھر ہمیں اس حدیث کے صحیح معنی معلوم ہوں گے ورنہ ہم غلطی کھا جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار اور بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیت استخلاف کی ایک تفسیر ہے اس آیت میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں اور متعدد سلسلہ ہائے خلافت کا ذکر ہے۔ اور ایک بات کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد دین پیدا ہوگا۔ اس لحاظ سے اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بغور مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ جہاں بھی آپ نے تجدید دین پر کوئی بحث کی یا کوئی نکتہ بیان کیا وہاں اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے آپ نے خلافت کا ضرور ذکر کر دیا (الا ماشاء اللہ) تو آپ نے اپنی ساری بحث میں وضاحتاً بھی اور اشارۃً بھی یہ بتایا ہے کہ خلافت اور تجدید دین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور یہ وعدہ جو دیا گیا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر مجدد

آئے گا وہ آیت استخلاف کے وعدے کا ایک حصہ ہے۔ آیت استخلاف میں اس وعدہ سے زیادہ وعدہ دیا گیا ہے یعنی مختلف شکلوں میں خلافت کے قیام کا وعدہ ہے۔ ایک شکل وہ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر ارشادات میں جو دوسری شکلیں خلافت کی ہیں ان پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے

خلافت کے معنی

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ :-

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

پس خلیفہ کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانشین کے ہیں جو ضرورت کے وقت تجدید دین کی خاطر آئے اور ان میں صحیح روح اسلامی پیدا کرے اور بدعات کو اسلام سے باہر نکال کر پھینک دے۔ اور ایسے سامان پیدا کرے امت مسلمہ کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن سکیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت استخلاف میں جو "كَمَا" کا لفظ ہے اور جو "مِنْ قَبْلِهِمْ" کا لفظ ہے اس کو اس آیت کے معنی سمجھنے کے لئے ایک بنیادی اہمیت دی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ جس رنگ میں جس طور پر امت موسویہ میں خلافت کا نظام قائم کیا گیا تھا اسی رنگ میں اسی شکل میں امت مسلمہ میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا میں پہلے دو تین ایسے حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنا چاہتا ہوں جن میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ امت موسویہ کی خلافت اور امت محمدیہ کی خلافت میں مماثلت تامہ پائی جاتی ہے۔ آپ ان حوالوں کو غور سے سنیں اور پھر اس کے بعد میں بعض باتیں تفصیل سے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یعنی خدا تعالیٰ نے اس امت کے مومنوں اور نیکوکاروں کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلوں کو بنایا تھا۔ یعنی اسی طرز اور اسی طریق کے موافق اور نیز اسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اسی صورت جلالی اور جمالی کی مانند، جو بنی اسرائیل میں سنت اللہ گزر چکی ہے۔ اس امت میں بھی خلیفے بنائے جائیں گے۔ اور ان کا سلسلۂ خلافت اس سلسلے سے کم نہیں ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور نہ ان کی طرز خلافت اس طرز سے مباین اور مخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفوں کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ .... مماثلت تامہ کا اشارہ جو كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے سمجھا جاتا ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہ مماثلت مدت ایام خلافت اور خلیفوں کی طرز اصلاح اور طرز ظہور سے متعلق ہے۔ سو چونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بنوبت انبیاء بنی اسرائیل میں رہ کر آخر چودہ (سو) برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ ابن مریم پر یہ سلسلہ ختم ہوا ...... پس جبکہ قرآن کریم نے صاف صاف بتلا دیا

کہ خلافت اسلامی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزّل یا اپنی جلالی اور جمالی حالت کی رُو سے خلافت اسرائیلی سے بکلّی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا۔ اور یہ بھی بتلا دیا کہ نبیٔ امّی عربی مثیل موسٰے ہے۔ تو اس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلا یا گیا کہ جیسے اسلام میں سر دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلۂ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزّت کے اوّل درجے پر بیٹھنے والا اور تمام کا مقصد اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح ابن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربّی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام طبع اوّل صفحہ ۶۷۳ - ۶۷۳)

اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلۂ خلافت میں اوّل درجہ کا مقام رکھتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو خلیفۃ اللہ صحیح معنی میں اور سچے اور کامل طور پر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات تھی

اور کسی کی نہیں اس لئے آپ کو خلافت عظمیٰ حاصل ہے اور اسی لئے آپ مجدّد اعظم ہیں مجدّد اعظم سوائے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں۔ لیکچر سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۷)

اور آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ساری دنیا کو تاریکی اور ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لانے کا کام سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نے نہیں کیا پہلے انبیاء اپنے اپنے زمانہ اور اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی وہ اپنی قوموں کو جن کی طرف وہ مبعوث ہوئے تھے توفیق دی ایک محدود وقت اور زمانہ میں ایک خاص قوم کو انہوں نے ظلمات سے نکالا۔ اور ان کی استعداد کے مطابق انوار ربّانی سے منوّر کیا۔ مگر ایک ہی شخص دنیا میں پیدا ہوا ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ جو ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوا اور اب قیامت تک کے لئے جو مجدّدیت عظمیٰ کے مقام پر قائم اور فائز رہے گا اور ساری دنیا کو تاریکی اور ظلمت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف کھینچ کر لانے کا کام اس مجدّد اعظم کے سپرد ہے۔ اور اسی لئے وہ مجدّد اعظم ہے تو اب

خلافت عظمیٰ اس سلسلہ کی نبی اکرم صلّے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے

اپنے رنگ میں محدود وقت کے لئے اور بنی اسرائیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے مجدّد اور خلیفہ تھے لیکن ساری دنیا میں ایک ہی مجدّد اعظم تھا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مماثلت تامہ کے متعلق جو آیت استخلاف میں کَمَا کے لفظ میں پائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے۔ نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۱)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اس کی برکات گویا اسی کے زمانہ تک ہی محدود رہیں۔۔۔۔ اور منکم کے لفظ سے یہ سمجھنا بھی منظور ہے کہ پہلے بھی وہی لوگ خلیفے مقرر کئے گئے تھے کہ جو ایماندار اور نیکوکار تھے وہ انہی میں سے بھی ایماندار اور نیکوکار ہی مقرر کئے جائیں گے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہیں جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ"

(شہادت القرآن صفحہ ۲)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"ہم کب کہتے ہیں کہ مجدّد اور محدث دنیا میں آ کر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدّد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔۔۔۔ مجدّدوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی۔۔۔۔ لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"چنانچہ توریت کی تائید کیلئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے"

(شہادت القرآن طبع اوّل صفحہ ۱۹ تا ۲۹)

پھر اسی مماثلت تامہ کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں:-

"خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمان داروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفے کرے گا۔ انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے۔۔۔۔ یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیات قرآنیہ میں عادت اللہ جاری ہے اس کے نیچے ایک باطنی معنی بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ باطنی طور پر ان آیات میں خلافت روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک خوف کی حالت میں کہ جب محبت الٰہیہ دلوں سے اُٹھ جائے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ دنیا پرست ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا کہ جن کے ہاتھوں پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو۔ اور حق کی عزت اور باطل کی ذلّت ہو تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر عود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آ جائیں۔"

(براہین احمدیہ طبع اوّل صفحہ ۲۴۳-۲۴۴ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کَمَا کی تفسیر

میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں جس قسم کے جس رنگ کے جس زمانہ تک جن وقتوں کی تعداد کے ساتھ خلفاء پیدا ہوتے رہے بالکل اسی طرح امت محمدیہ میں پیدا ہوں گے امت موسویہ کے خلفاء کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو وہاں ہمیں کئی قسم کے خلفاء نظر آتے ہیں ایک وہ سلسلۂ خلافت جو چودہ خلفاء پر مشتمل ہے جن کے پہلے اور اپنی امت میں بڑے خلیفہ اور مجدّد حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اور جن کے چودھویں اور سب سے آخری خلیفہ اور مجدّد حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امت محمدیہ میں بھی اس قسم کی خلافت اور تجدید دین جاری رہی ہے۔ یعنی اس نقطۂ نگاہ سے ایک ایسا سلسلہ امت محمدیہ میں پیدا ہوا جس سلسلۂ تجدید دین کے مجدّد اعظم جنہیں خلافت عظمیٰ حاصل تھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کے بعد پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ تھے اور حضرت ابو بکرؓ کو ایک کامل مشابہت حضرت یوشع بن نون سے تھی۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پہلے خلیفہ ان تیرہ خلفاء کے سلسلہ میں پیدا ہوئے اور آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مشابہت

پر بحث کی ہے جو حضرت ابو بکرؓ کو حضرت یوشع بن نون کے ساتھ تھی۔ اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ آخر میں میں ہوں اور میری مشابہت کاملہ حضرت مسیح ناصری سے ہے۔ اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب ایک سلسلہ لمبے عرصہ پر ممتد ہو (چودہ سو سال پر) تو ہر ایک کڑی کو لے کر تفصیلی بحث کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں کیونکہ تاریخ نے ان واقعات کی تفصیل کو محفوظ نہیں رکھا لیکن

خدا کی حکمت کاملہ

نے پہلی کڑی کی تاریخی تفصیلات کو محفوظ رکھا اور آخری کڑی کی تاریخی تفصیلات کو بھی محفوظ رکھا۔ یعنی یوشع بن نون کے متعلق بھی ہمیں تفصیلی حالات معلوم ہیں اور حضرت مسیح ناصری کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں جو آپؑ کے صحابہ اب بھی زندہ ہیں انہوں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو دیکھا اور ان کے بعد آنے والی نسل ہے ان کے سامنے بھی بار بار یہ تفصیل آتی ہے اور اس تفصیل کو جاننے والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کن رنگوں میں اور کس طریق پر

ایک کامل مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے

رکھتے ہیں وہی حالات آپؑ کی زندگی پر گزرے جو حالات حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی پر گزرے۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اور آپؑ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلۂ خلافت اور اس سلسلۂ مجددین کا میں آخری خلیفہ ہوں سب سے آخر پر آنے والا۔ میرے بعد اس سلسلہ میں کوئی مجدد پیدا نہیں ہوگا۔ بشمولیت ہمارے مجدد اعظم اس سلسلہ کے خلفاء چودہ بنتے اور چودہ کا عدد میں نے پورا کر دیا۔ اور آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ جس طرح وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مسیح ناصری تک جو آپ کے آخری خلیفہ تھے تیرہ خلفاء پیدا ہوئے جن میں سے پہلے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے تھے اور تیرھواں سے باپ پیدا ہوئے کو معیت آپ کی قوم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ان کے باپ بنی اسرائیل میں سے نہیں سمجھے۔ اسی طرح امت محمدیہ کے تیرہ خلفاء میں سے پہلے بارہ اسی مشابہت کُمَا کی وجہ سے قریش میں سے ہوئے اور ضروری تھا کہ تیرھواں قریش میں سے نہ ہوتا ورنہ مماثلت قائم نہ رہتی اور وہ میں ہوں موعود مسیحیت کا دعویٰ کرنے والا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ کے آخر میں خود کو قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے حوالے ہیں یہاں چند کو ہم نے منتخب کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”ایسا ہی سلسلۂ محمدیہ کی خلافت کا آخری خلیفہ جو مسیح موعود سے موسوم ہے سلسلۂ موسویہ کے آخری خلیفہ سے جو حضرت عیسیٰ بن مریم ہے مشابہت رکھے۔“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲ طبع اوّل روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۱)

پھر آپؑ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:-

”اس سلسلۂ مساوات سے لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے مسیح موعود سے جو شریعت اسلامیہ کا آخری خلیفہ ہے مشابہت رکھتے ہیں“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

”چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حسب وعدہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ آخری خلیفہ اس امت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا۔“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۲)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں:-

”اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلۂ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۳)

پھر آپؑ حضرت موسیٰؑ کی شریعت اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل شریعت جو قرآن کریم کی شکل میں ظاہر ہوئی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ایک شریعت موسویہ دوسری شریعت محمدیہ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے ہیں“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۲)

پس اس واسطے

آخری خلیفہ کے معنی کوئی اور نہیں کر سکتے

سوائے اس کے جو اس کے ظاہری معنی ہیں۔ کیونکہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس سلسلہ میں صرف تیرہ خلیفے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس سلسلہ میں صرف تیرہ خلیفے ہیں اور میں آخری ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ اس آخری کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے اور اس سلسلۂ خلافت میں کسی اور کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب میں کچھ حوالے اس ضمن میں اور پڑھتا ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:-

”جس آیت میں دونوں سلسلوں یعنی سلسلۂ خلافت موسویہ اور سلسلۂ خلافت محمدیہ میں مماثلت ثابت ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلۂ نبوت محمدیہ کے خلیفے سلسلۂ نبوت موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں وہ آیت یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے۔ اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلۂ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے“ (تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۵۶-۵۷)

پھر آپؑ فرماتے ہیں (یہ بھی اسی کی وضاحت ہے)

”اور پھر خدا نے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی سلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دے کر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی ایک مسیح ہے۔ اور درمیان میں بارہ خلیفے ہیں تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس جگہ بھی چودہ کا عدد پورا ہو (یعنی بشمولیت حضرت موسیٰؑ اور رسول اکرم مجدد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم)“ (تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۲۳)

پس اس سلسلۂ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

چودھویں خلیفہ کی کوئی گنجائش نہیں

اگر آپؑ کو شامل کیا جائے تو پندرھویں خلیفہ کی اس سلسلۂ خلافت میں کوئی گنجائش نہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

”اور جس حالت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ٹھہرے اور نیز سلسلۂ خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل سلسلۂ موسیٰ علیہ السلام قرار پایا جیسا کہ نص صریح اس پر دلالت کرتی ہے۔ پس ضرور ہوا کہ سلسلۂ محمدیہ ایک ایسے خلیفہ پر ختم ہو کہ وہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہو وے۔ جیسا کہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا تا کہ یہ دونوں سلسلے باہم مطابق ہو جائیں اور تا کہ وعدۂ مماثلت اس سلسلہ کے خلیفوں کا اور اس سلسلہ کے خلیفوں کا پورا ہو جائے۔ جیسا کہ امر مماثلت کَمَا کے لفظ سے ظاہر ہے جو آیت میں موجود ہے۔“ (ترجمہ خطبۂ الہامیہ طبع اوّل صفحہ ۵۱-۵۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۹۱-۹۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

”اور پھر ماسوا اس کے سورۃ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے (یہاں آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہاں رسولوں سے مراد اس سلسلہ کے خلفاء ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں جو مجدد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ ہیں جن میں سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن کے آخر میں اور چودھویں اور آخری اور چودہ کے عدد کو پورا کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-) یعنی سلسلۂ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی موعود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ یعنی وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی۔ یعنی آخری خلیفہ کے ظہور سے قضاء وقدر کا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آ جائے گا...... اور اس جگہ خلفائے سلسلہ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے...... گویا یوں فرماتا ہے وَاِذَا الْخُلَفَاءُ عُیِّنَ تَعْدَادُهُمْ وَحُدِّدَ عَدَدُهُمْ بِخَلِیْفَةٍ هُوَ اٰخِرُ الْخُلَفَاءِ الَّذِیْ هُوَ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ فَاِنَّ اٰخِرَ كُلِّ شَیْءٍ یُعَیِّنُ مِقْدَارَ ذٰلِكَ الشَّیْءِ وَتَعْدَادَهٗ فَهٰذَا هُوَ الْمَعْنٰی كَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ“ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۴-۲۴۵)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

لَا مَسِیْحَ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ هُوَ مِنِّیْ وَعَلٰی عَهْدِیْ (خطبۂ الہامیہ طبع اوّل صفحہ ۳۵)

میرے بعد کوئی ایسا ولی اور مقرب اور مجدد دین اور خلیفہ پیدا نہیں ہوگا جو مجھے چھوڑ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرسکے۔ اور مجدد سے علیحدہ بھی رہے۔ اور مقام قرب اور مقام مجددیت حاصل کرسکے کیونکہ میں عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق امت محمدیہ کے آخری خلیفہ کی حیثیت سے آیا ہوں۔

ہم جب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجددین کی تاریخ

پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ایک خصوصیت نمایاں طور پر سب میں موجود ہے جو یہ ہے کہ کسی مجدد نے کسی پہلے مجدد سے اس رنگ میں فیض حاصل نہیں کیا کہ اس نے دعوےٰ کیا ہو کہ فلاں مجدد کے فیض اور برکت سے میں نے اس مقام اطاعت رسول اور فنا فی الرسول کو حاصل کیا۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام ایسا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ آپ کے فیض سے کوئی باہر نہیں رہ سکتا۔ جو شخص کسی قسم کی روحانی برتری کو حاصل کرے گا یا کسی روحانی مقام یا قرب کے مقام کو پائے گا یا اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی محبت کو حاصل کرے گا

اس کے لئے ضروری ہے

کہ وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرے۔ اس واسطے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے متعلق بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کئے بغیر کوئی روحانی مقام حاصل کیا اس کے بغیر نہ وہ صالح بن سکتا ہے نہ صدیق بن سکتا ہے۔ نہ وہ شہید بن سکتا ہے اور نہ ولی بن سکتا ہے نہ وہ ائمہ کا درجہ حاصل کرسکتا ہے نہ وہ علماء ربانی کا مقام پا سکتا ہے نہ کسی قسم کا روحانی درجہ حاصل نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو بارہ خلفاء ہوئے ان میں سے کسی نے اپنے سے پہلے خلیفہ یا مجدد سے فیض حاصل کرکے یہ مقام قرب حاصل نہیں کیا۔ نہ کسی پہلے مجدد کے کسی خلیفہ [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پائی۔ بلکہ

[illegible] معرفت

کہ بعض [illegible] سے علمی لحاظ سے جو بعض غلطیاں [illegible] ہوگئی تھیں۔ بعد میں آنے والے مجدد نے ان غلطی کی نشان دہی کی اور [illegible] بنایا۔ آپ کو ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی کہ جس مجدد کی علمی غلطی کو کوئی دوسرا مجدد دور کر رہا ہے ایسا سے کامل تعلق

اس وقت تو اس کا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے فلاں پہلے مجدد سے کامل تعلق پکڑا اور بغیر محبت رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور مقام مجددیت کو حاصل کیا۔ اس رنگ میں وہ مختلف تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چونکہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا ایک کامل اور حقیقی اور سچا تعلق عطا ہوا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے۔ یعنی ایک طرف اللہ میں کامل فنائیت اور دوسری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل فنا۔ یعنی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کامل متبع، کامل فرمانبردار، اور کامل امتی تھے اس لئے خدا تعالےٰ نے یہ انتظام کیا کہ وہ

ٹھاٹھیں مارتا ہوا روحانی دریا

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس دنیا میں تمام بنی نوع انسان کو روحانی طور پر سیراب کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خادم رسول کی حیثیت سے دنیا میں پوری اشاعت کی غرض سے مختلف نہروں میں ڈال دیا یہ روحانی آب حیات محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہی کا ہے۔ صرف اس کا جو برتن ہے وہ بدلا ہے۔ دیکھو نہر کا اپنا تو کوئی پانی نہیں ہوتا دریا کا ہی پانی ہے جو اس کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا کوئی پانی نہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وہ پیارا پانی ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا اب بھی جاری ہے۔ مختلف نہروں کی شکل میں کیونکہ مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالےٰ اشاعت اسلام کے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ ساری دنیا میں

قرآن کریم کے حقائق اور معرفت

کی باتیں اور تاثیرات قدسیہ پھیل جائیں اور ہر قوم اور ہر ملک اور ہر نسل کو اللہ تعالیٰ کا یہ روحانی پانی (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بھیجا گیا) یہ آب زلال محمد سیراب کرے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ مختلف نہروں میں اس کو ڈالا جاتا۔ اب وہ پانی ان نہروں میں ڈال دیا گیا ہے۔ یہ انتظام بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی ماتحت آپ کے ایک عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ کیا گیا ہے کیونکہ مغایرت کوئی نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد اب اس قسم کا کوئی ولی نہیں پیدا ہوگا جس قسم کے مجھ سے پہلے پیدا ہوتے رہے ہیں اور وہی ولی اور مجدد بن سکے گا جو لپٹے دل میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اللہ کا عشق

اس نمونہ کے مطابق پیدا کرے گا جو میں اس کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور جو ان انوار قرآنی اور فیوض و برکات محمد سے حصہ لے گا جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے میرے ذریعہ سے روشن کئے اور جاری کی ہیں۔ مجھ سے پرے اور دور رہ کر اور مجھ سے پختہ تعلق قائم کئے بغیر کوئی شخص بھی مقام ولایت نہیں پاسکتا پس نئی صدی کے سر پر پہلے مجددین کی طرح کسی نئے مجدد کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پہلے مجدد اور نوعیت کے آتے رہے ہیں آنے والے امام مہدی کے ظل ہوں گے

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے اور اسے اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ چودھویں صدی کا بھی میں ہی مجدد ہوں اور پندرھویں صدی کا بھی میں ہی مجدد ہوں۔ اور سولھویں صدی کا بھی میں ہی مجدد ہوں۔ اور سترھویں اور اٹھارہویں اور انیسویں اور بیسویں صدیوں کا بھی میں ہی مجدد ہوں۔ کیونکہ میں صرف صدی کا ہی مجدد نہیں بلکہ اس آخری ہزار سال کا میں ہی مجدد ہوں۔ پس نئی صدی کے سر پر نئے مجدد کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ آپ اگر صرف صدی کے سر کے مجدد ہوتے تو بعض لوگ یہ سوال کرسکتے تھے کہ جو صدی آرہی ہے اس کے سر پر کون مجدد ہوگا

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا ہے کہ نئی صدی آ رہی ہے اور حسب فرمان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

نئی صدی کے سر پر ایک مجدد

بھی ہوگا لیکن وہ کوئی اور نہیں ہوگا وہ میں ہی ہوں گا۔ آپ لیکچر سیالکوٹ میں فرماتے ہیں:۔

"پھر ہزار پنجم کا دور آیا جو ہدایت کا دور تھا۔ یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا۔ ... ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے۔ وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ)

پس اس آخری ہزار کے سر پر امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو۔ چونکہ اس ہزار میں دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ صرف میرا دعوےٰ نہیں ہر نبی اس بات پر شہادت دیتا ہے۔ اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔ پس یہ ہزار سال کا مجدد ہے۔ اس واسطے کوئی شخص یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ پندرھویں صدی کے سر پر مجدد نہیں ہوگا یا سولہویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہیں ہوگا لیکن جو شخص یہ کہتا ہے کہ پندرھویں، سولہویں سترھویں یا اٹھارہویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور مجدد ہوگا وہ غلط کہتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھٹلاتا ہے۔ وہ آپ کی جماعت کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ اب یہ ایک سلسلہ مجددین ہے جس کے متعلق آیت استخلاف میں کما کا لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ جن چودہ خلفاء کی تجدید اور تعیین امت موسویہ میں کی گئی تھی جن کے سر پر حضرت موسیٰ تھے اور جن کے بعد آپ کے تیرہ خلفاء۔ اسی مشابہت کے نتیجہ میں ایک سلسلہ چودہ خلفاء کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ جس کے سر پر ہمارے آنحضرت افضل الرسل خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور جس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر یہ سلسلہ مجددین (جس کا مذکورہ حدیث میں ذکر ہے) جس کی تعداد چودہ تھی۔ اور جس سلسلہ کے مجدد اعظم اور آخری خلیفہ کے درمیان بارہ خلفاء تھے وہ سلسلہ خلافت تو ختم ہو گیا۔ اس وجہ سے بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف ایک صدی کے مجدد کی حیثیت سے نہیں بلکہ دنیا کی زندگی کے آخری ایک ہزار سال کے مجدد ہونے کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔ اس سلسلہ میں آئندہ والی ہر صدی کے سر پر سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کوئی مجدد پیدا نہیں ہوگا۔ آپ ہی مجدد ہوں گے۔ لیکن یہ کہنا کہ ایک تشریح ہے۔ [illegible] کی ایک دوسری تعبیر کے مطابق

خلافت راشدہ کی ایک دوسری شاخ

کا وعدہ دیا گیا ہے۔ [illegible] خلفاء و مجددین اور خلافت راشدہ ایک ہی سلسلہ خلافت ہے جو آگے دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ خلافت راشدہ کی ایک شاخ تو وہ مجددین کی ہے جو (مسیح موعود) تک [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلافت راشدہ کی دوسری شاخ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے آنے والے خلفائے راشدین و مجددین اور آپ کے بعد آنے والے خلفاء راشدین و مجددین (جو آپ کے ظل کے طور پر مبعوث ہونگے) پر مشتمل ہے۔ پس خلافتِ راشدہ دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک وہ خلفاء اور مجددین جو چودہ مجددین کی شاخ میں منسلک ہوئے۔ کیونکہ سارے خلافتِ راشدہ کا حصہ ہیں اور ایک وہ خلفاء راشدین جو اس سلسلہ میں منسلک نہیں ہوئے اور اس سے باہر رہے۔ لیکن ہیں وہ بھی خلفائے راشدین جیسے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم یا شاہ ولی اللہ وغیرہ

قدرتِ ثانیہ

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہزار سالہ مجددیت کے زمانہ میں ظاہر ہونی تھی۔ گویا یہ ایک دوسری شاخ خلافتِ راشدہ کی ہے جو چلی آ رہی تھی اور چلی جا رہی ہے۔

پس کَمَا کے لفظ میں جس خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے اس کا پہلا سلسلہ (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک وہ سلسلہ جو چودہ پر مشتمل ہے جس کے پہلے امتِ محمدیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی مجددِ اعظم کی حیثیت سے۔ اور جس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام ہیں جو اپنی ذاتی حیثیت میں۔ دراصل آپ کے رتبہ اور مقام کا انحصار ہی اس فنا فی محمد پر ہے۔ لوگ سمجھتے نہیں اور خواہ مخواہ اعتراض پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کامل طور پر فنا ہو کر آپ ہی کا نام محمد اور احمد نہ پاتے تو آپ کو یہ مقام حاصل نہ ہوتا کہ اگلے ہزار سال کی مجددیت آپ کو دے دی جاتی۔ یہ سب فیض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ میں نے آپ کے فیض کے باہر خدا کی محبت اور فیوض کو پایا۔ اور وہ بھی سچ نہیں کہتا جو ہماری طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم کرے۔ ہم اس کامل یقین پر قائم ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض پہلے بھی جاری تھے (آپ کی بعثت سے بھی) اور آپ کی بعثت کے بعد بھی جاری رہے۔ اور رہیں گے قیامت تک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی

خلافتِ راشدہ کا سلسلہ جاری رہیگا

جیسا کہ آپ نے بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں:-

"غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ)

(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کرتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے (یعنی آیتِ استخلاف کے وعدہ کو پورا کیا اور آیتِ استخلاف میں انجمن کا وعدہ نہیں ہے خلافت کا وعدہ ہے ناقل)... سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے (اب دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت میں قدیم سے سنت اللہ کے مطابق کئی خلیفہ اور جانشین بنایا گیا نہ کسی نبی کی جماعت میں یہ قدیم سے سنت اللہ نظر آتی ہے ناقل) اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری

لے ناقل فوٹ سے پیغامیوں کی انجمن کا بعد از خلافت آیا ہے

ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا"

(الوصیت صفحہ ۶-۷)

پس پہلے سلسلۂ خلافت کی دو شاخوں کا میں نے اس وقت ذکر کیا ہے۔ ایک پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور ایک کی طرف اختصار سے اشارہ کیا ہے یعنی (۱) چودہ خلفاء کا وہ سلسلہ جس کے سر پر بطور سردار اعظم اور افضل الرسل مجددِ اعظم کی حیثیت سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام جس کا اپنا وجود ہی کوئی نہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے بعض دفعہ عظیم روحانی فرزند بھی کہہ دیتے ہیں۔ موعود مسیح اور مہدی معہود بھی کہہ دیتے ہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ

انسان کی زبان میں وہ لفظ ابھی نہیں بنا

کہ ہم اس مقام کو بیان کر سکیں جس فنا فی محمد کے مقام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پایا اور کامل فنا اپنے وجود پر طاری کی آپ کا اپنا وجود ہی باقی نہ رہا۔ سارا وجود سارے اخلاق سارے جذبات اور ساری قوتیں اور استعدادیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو گئیں۔ تمثیلی زبان میں آپ ہی دنیا میں دوبارہ نازل ہوئے ہوں یہ رنگ ہیں۔ یہ تمثیلی زبان ہے کسی کو اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمثیلی زبان کا رواج ساری دنیا میں پایا جاتا ہے اور اسی طرح پایا جاتا ہے کہ بعض باتوں کی حقیقت کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ملتے اس لئے مثال دی جاتی ہے

دوسرے خلافتِ راشدہ کی وہ دوسری شاخ ہے جو ان بارہ سے مختلف ہے یعنی

خلفائے راشدین

میں سے بعض پہلی شاخ کا حصہ بن گئے اور چودہ میں شامل ہو گئے۔ اور بعض ایسے ہیں جو ان چودہ خلفاء کے سلسلہ میں شامل نہیں یا خلافتِ راشدہ کی دوسری شاخ ہم انہیں کہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپ کے ظل کے طور پر آنے والے خلفاء اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ پس خلافتِ راشدہ تو قائم ہے حسب وعدہ آیتِ استخلاف۔ مگر خلافتِ راشدہ کا یہ ایک دوسرا سلسلہ اور دوسری شاخ ہے کچھ کڑیاں پروئی گئیں کچھ آئندہ پروئی جائیں گی جب تک خدا چاہے گا یہ سلسلہ ان کڑیوں کے لحاظ سے بڑھتا چلا جائیگا کیونکہ آیتِ استخلاف میں

خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے

جو پہلی دو شاخوں سے مختلف ہے ہے تو یہ خلافت حقہ ہی لیکن ہم نے ایک اصطلاح بنائی تھی۔ اس لئے اس کو ہم خلافتِ راشدہ نہیں کہتے۔ گو رُشد سے وہ بھی بھری ہوئی ہے۔ ہم اسے خلافتِ ائمہ کہیں گے۔ اور خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رو سے امتِ محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے جیسا کہ امتِ موسویہ میں سینکڑوں ہزاروں خلفاء پیدا ہوئے۔ کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربانی علماء کے نام سے آئے۔ پس کَمَا جو آیتِ استخلاف میں ہے یہ کَمَا ہم سے ایک دوسرا وعدہ بھی کرتا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح امتِ موسویہ میں اللہ تعالیٰ کے ہزاروں نیک بندے خلیفہ کی حیثیت میں یعنی نائب رسول کی حیثیت میں رسول ہی کا کام کرنے والے پیدا ہوئے اسی طرح امتِ محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں ایسے خدا کے بزرگ بندے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض پانے والے پیدا ہوں گے جو اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے۔ اور جیسا کہ ایک ایک وقت میں امتِ موسویہ میں چار چار سو نائب اور خلیفہ بھی پیدا ہوئے اس کے مقابلہ میں چونکہ امتِ محمدیہ کا دائرہ وسیع ہے ہو سکتا ہے کہ امتِ موسویہ کے چار سو کے مقابلہ میں ایک ہی وقت میں چار ہزار بزرگ پیدا ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام

کی حیثیت میں اور آپ کی نیابت میں آپ کا کام کریں اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو گی۔

پس یہ بھی کَمَا کے لفظ میں ایک وعدہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر بھی بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالے میں اکٹھے پڑھ دوں گا آپ بھی اس پر غور کریں میں بھی بعد میں مختصر طور پر نتیجہ نکالوں گا۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میں بات میں خدا تعالیٰ کی تربیت موسوی کی طرح ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا ہے اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر شریعت موسوی سمجھتے۔ یہ امت لاکھم ہے قال اللہ تعالیٰ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشۂ خاطرِ عاطر سے فراموش کر دے"

(مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام حاجی محمد ولی اللہ صاحب - ۳۰؍ دسمبر ۱۸۸۴ء مشمولہ مکتوباتِ احمدیہ جلد ششم حصہ اوّل صفحہ ۱)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ

خدا تعالیٰ وعدہ دے چکا ہے

کہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا۔ آیتِ استخلاف میں یہ وعدہ دیا۔ قیامت تک اس کو قائم کرے گا۔ یعنی جس طرح موسیٰ کے دین میں مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا۔ اور اس کو معدوم نہیں ہونے دے گا۔ فرمایا:-

"پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوارِ نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمامِ حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدّدِ وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے .... اگر صرف بنی اسرائیل کے نبیوں اور رسولوں اور محدثوں پر ہی نظر ڈالی جائے تو ان کی کتابیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنی حضرت موسےٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے .... اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ جس حالت میں موسےٰ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کے لئے نہیں تھی اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا خدا تعالیٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے۔ اور بار بار آنے والے نبیوں نے ایسے نشان دکھلائے کہ گویا بنی اسرائیل نے سرسے سے خدا کو دیکھ لیا تو پھر یہ اُمت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور خیر الرسل کے دامن سے لٹک رہی ہے کیونکر ایسی بدقسمت سمجھی جائے کہ خدا تعالیٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظرِ رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے مُنہ پھیر لیا..... کیا اس کریم خدا سے ایسا ہو سکتا ہے۔ جس نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے مفاسد دور کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پہلی اُمتوں پر تو خدا تعالیٰ کا رحم تھا اسلئے اس نے توریت بھیج کر پھر ہزار ہا رسول اور محدث توریت کی تائید کے لئے اور دلوں کو بار بار زندہ کرنے کے لئے بھیجے لیکن یہ اُمت موردِ غضب تھی اسی لئے اس نے قرآنِ کریم کو نازل کر کے ان سب باتوں کو بھلا دیا۔ اور ہمیشہ کیلئے علماء کو ان کی عقل اور اجتہاد پر چھوڑ دیا .... لیکن دینِ اسلام کے طالبوں کے لئے وہ انتظام نہ کیا۔ گویا جو رحمت اور عنایتِ باری حضرت موسیٰ کی قوم پر تھی وہ اس اُمت پر نہیں ہے ..... انسان نہایت ضعیف اور ہمیشہ تقویتِ ایمان کا محتاج ہے اور اس راہ میں اپنے خود ساختہ دلائل کبھی کام نہیں آ سکتے جب تک تازہ طور پر معلوم نہ ہو کہ خدا موجود ہے۔ ہاں جھوٹا ایمان جو بدکاریوں کو روک نہیں سکتا نقلی اور عقلی طور پر قائم رہ سکتا ہے۔ اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلّی دستبردار ہو جائے ..... یہ یاد رہے کہ مجدّد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اس کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے

اب

خلاصہ اس تمام تقریر کا

کسی قدر اختصار کے ساتھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دلائل مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دینِ حق کی طرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دور کریں اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر یک پہلو سے لوگوں کو دکھلاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں (شہادت القرآن طبع اوّل صفحہ ۳۰-۳۱)

دلائل مذکورہ دینے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ اس اُمت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا .... چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے ...... اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ يَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس اُمت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسےٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا ...... تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسےٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے" (شہادت القرآن)

اور دوسری جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ

اُمتِ موسویہ میں ہزار ہا خلفاء اس سلسلہ میں پیدا ہوئے

ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی ہوتا تھا جو تجدیدِ دین کے لئے آتا تھا۔ مثلاً جب موسیٰ علیہ السلام کی اُمت پھیل گئی تو اس زمانہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا یا ان کی تربیت کرنا بڑا مشکل تھا تو جب بنی اسرائیل مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور مختلف قبائل اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے تو ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور بشارت کے مطابق سنوارنا تھا ایسی حالت میں چار چار سو نبی کی بھی ضرورت پیدا ہوئی۔ جتنے کی ضرورت تھی اور جس رنگ میں ضرورت تھی خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا کیا کیونکہ

وہ سچے وعدوں والا ہے

آپ فرماتے ہیں:-

"برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی۔ اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے۔ اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔"

(شہادت القرآن طبع اوّل صفحہ ۳۷-۳۸)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے مگر آپ ہی میں سے ہو کر اور آپ کی مہر سے۔ اور فیضان کا سلسلہ جاری ہے کہ ہزاروں اس اُمت میں سے مکالمات اور مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے اور انبیاء کے خصائص ان میں موجود ہوتے رہے ہیں بیسیوں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے چنانچہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ایک کتاب فتوح الغیب ہی کو دیکھو لو۔"

(الحکم ۱۷؍ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ کالم ۴)

پھر آپ نے تحفہ گولڑویہ میں یہ فقرہ بھی لکھا ہے جسے پڑھ کر بڑی لذت آتی ہے۔ وہاں بحث یہ ہے جہاں سے میں نے یہ فقرہ لیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ پہلی تین صدیاں انتہائی بزرگی تقدس اور قربِ الٰہی پانے والی ہوں گی۔ اور اسلام اپنی روحانیت کے کمال کو پہنچا ہوا ہوگا لیکن پھر اس کے بعد ایک تنزل کا دور آئے گا جو ہزار سالہ دور ہے۔ اور حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت میں اس دور کو فیج اعوج کا زمانہ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اس غیرت کی وجہ سے جو اسلام کے لئے آپ کو تھی اور اس شدید محبت کی وجہ سے جو آپ کو

دل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی یہ خیال پیدا ہوا کہ معترض یہ اعتراض کرے گا کہ پہلی تین صدیوں کے بعد پھر اندھیرا چھا گیا یہ کیا ہوا۔ اس سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض آتا ہے تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

"گو دوسرے فرقوں کی نسبت درمیانی زمانہ کے صلحائے امت محمدیہ بھی باوجود طوفان بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع اول صفحہ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ آیت استخلاف میں "کما" کے لفظ کے ساتھ ایک اور سلسلۂ خلافت کا وعدہ بھی کیا گیا ہے اور یہ دوسرا سلسلۂ خلافت ہے کیونکہ

پہلے دو سلسلہ ہائے خلافت دراصل ایک ہی سلسلہ کی دو شاخیں ہیں

ان کو میں نے خلافت راشدہ کا نام دیا ہے یہی نام میرے خیال میں زیادہ مناسب ہے نزدیک تو خلافت کا یہ سلسلہ ہے جو دو شاخوں پر مشتمل ہے اور جسے میں خلافت راشدہ کا نام دیتا ہوں اور ایک دوسری خلافت کا وعدہ ہے جو خلافت ائمہ ہے اور اس کا وعدہ بھی "کما" کے لفظ میں ہے کہ جس طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت سے یہ وعدہ کیا گیا اور اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کو اس رنگ میں پورا کیا کہ حضرت موسیٰؑ کی امت کو اپنے مذہب اور ہدایت اور تورات سے دور جانے سے بچانے کے لئے حسب ضرورت ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی پیدا کئے اسی طرح امت محمدیہ سے یہ وعدہ ہے کہ وہ امت محمدیہ میں قرآن کریم کے انوار کی شمع روشن رکھنے کیلئے ہر زمانہ میں ہر ملک میں ہر قریہ اور شہر میں ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور اس دوسرے سلسلۂ خلافت کی کڑیاں ہوں گے۔ وہ دنیا کو صحیح قرآنی تفسیر کی طرف بلانے والے ہوں گے اور اسلام کے چہرہ کو روشن رکھنے والے ہوں گے۔ اور یہ وہ نجوم ہیں جن کا وعدہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو دیا ہے اور ان کی کثرت بھی ان نجوم کی کثرت کی طرح ہی ہے جو آسمان پر ہمیں چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پس اس سلسلۂ خلافت میں دو چار یا ماؤں کا سوال نہیں ہزاروں لاکھوں ہیں جو امت محمدیہ میں پیدا ہوں گے اور اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے اور ان کی مثال نجوم کی مثال ہے اور ان کی تعداد کی کوئی حد بست نہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے پیدا ہو گئے اور کتنے پیدا ہوں گے جیسا کہ امت موسویہ میں ہزاروں ہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہوئے اسی طرح امت محمدیہ میں ہزارہا بلکہ لکھوکھا شاید کروڑہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہوں گے کیونکہ امت محمدیہ اپنی وسعت مکانی اور وسعت زمانی میں امت موسویہ سے بہت بڑھ کر ہے

ایک سوال رہ جاتا ہے

کہ اس دوسری قسم کے خلفاء کا رشتہ اور تعلق پہلی قسم کے خلفاء سے کیا ہے کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر ایک ہی وقت میں یہ خلفاء پیدا ہو گئے تو کہیں انارکی تو نہیں ہو جائے گی یعنی ہر ایک اپنی چلائے تو اس کے متعلق اسلام نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ پہلا سلسلہ تو وہ ہے کہ جس سلسلہ کا خلیفہ اپنے وقت کے تمام خلفاء کا سردار ہوتا ہے اور وہ اس کے اجزاء ہوتے ہیں یہ کہنا کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ اور دوسرے بزرگ صحابہؓ میں رشد و ہدایت نہیں تھی غلط ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ تمام بزرگ صحابہؓ جن میں سے بعض کو بعد میں خلافت ملی۔ مگر اکثر کو نہیں ملی پہلی دو سے حدیث کے مطابق جس کا میں نے اب آخر میں ذکر کیا ہے امت محمدیہ کے خلفاء کے زمرہ میں ہی شامل تھے وہ مصلح اور ائمہ تھے مگر وہ شریعت کے استحکام اور اشاعت قرآن کی مہم میں خلیفۂ وقت کی مدد کرنے والے تھے اور خلافت کے ماتحت تھے اگر خلافت راشدہ سے اپنا تعلق قطع کر لیتے تو وہ خدا کی نگاہ میں خدا سے دور ہو جاتے اور تمام برکتیں ان سے چھین لی جاتیں جیسا کہ ان لوگوں سے برکتیں چھین لی گئیں جنہوں نے ظاہری طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ سے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی بات نہیں مانتے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتے تھے آپ ہم میں نہیں رہے تو ہم آزاد ہو گئے۔ بعض ایسا کہنے والے بھی تھے لیکن ساری برکتیں ان سے چھین لی گئیں آج ان کے ناموں سے بھی آپ واقف نہیں لیکن اس دوسرے سلسلۂ خلفاء، امت اصلحاء امت ائمہ امت خلافت راشدہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر اس سے اپنا رشتہ قطع کر لیں تو بلعم باعور بن جاتے ہیں خدا تعالےٰ کا ان سے تعلق قطع ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے غضب کے نیچے آ جاتے ہیں۔ لیکن جب تک ان کا رشتہ قائم رہتا ہے خلافت راشدہ کا خلیفہ ان تمام کا سردار ہوتا ہے اور بڑا خوش قسمت ہے وہ خلیفۂ وقت جس کے ماتحت دوسروں کی نسبت زیادہ اس دوسرے سلسلہ کے خلفاء اور ائمہ موجود ہوں کیونکہ اس کو اللہ تعالےٰ نے ایک ایسی طاقت دی ہے ایسے ہتھیار دئے ہیں جو بعض دوسروں کو نہیں دئے اسی لئے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو یہ کہنا پڑا جس وقت کسی نے اعتراض کیا تو آپ نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خدا نے میرے جیسے انسان دئے تھے اور مجھے تمہارے جیسے انسان دئے ہیں۔ تو یہ سلسلۂ خلافت تو ہزاروں خلفاء پر مشتمل ہے لیکن جب تک خلافت راشدہ کسی شکل میں رہے یا رہی

یہ ہزاروں خلفاء خلیفۂ راشد کے ماتحت ہوں گے

پہلے سلسلۂ خلافت کی ایک شاخ تو جو بعد نبی مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ خلفاء و مجددین پر مشتمل تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو گئی اگلی صدی کے مجدد کی تلاش کرنی چاہئیے لیکن ہر آنے والی صدی کے سر پر جو شخص مجدد کی تلاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جو آخری ہزار سال کے مجدد ہیں) کے علاوہ کوئی ایسا چہرہ دیکھتا ہے جو آپؑ کے خلیفہ کا نہیں۔ آپؑ کے ظل کا نہیں وہ سچے مجدد کا چہرہ نہیں دیکھتا لیکن پہلے سلسلۂ خلافت کی دوسری شاخ اور وہ بھی خلافت راشدہ کا حصہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اظلال کی شکل میں جاری ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں تم ایمان کی اور اعمال صالحہ کی شرط پوری کرتے رہنا تمہیں قدرت ثانیہ کے مظاہر یعنی خلافت راشدہ کا اللہ تعالیٰ قیامت تک وعدہ دیتا ہے۔ خدا کرے کہ محض اسی کے فضل سے جماعت عقاید صحیحہ اور پختہ ایمان اور طیب اعمال کے اوپر قائم رہے تاکہ اس کا یہ وعدہ قیامت تک جماعت کے حق میں پورا ہوتا رہے۔ اور جب تک یہ سلسلۂ خلافت جاری رہے گا اور وہ قائم رہے گا وہ ہزاروں لاکھوں اور خدا کرے کہ کروڑوں خلفاء جو دوسرے سلسلۂ خلافت میں منسلک ہیں یعنی سلسلۂ خلافت ائمہ میں خلیفۂ راشد کے ماتحت ہوں گے اور اس کی اطاعت میں اپنا فخر سمجھیں گے اور اس کی اطاعت سے ہر برکت اور فیض حاصل کریں گے۔ وہ اس حقیقت پر قائم ہوں گے اور ان کو ان کا رب سمجھا دے گا کہ جو شخص وقت کے امام کو پہچانتا نہیں اور اس سے روگردانی کرتا ہے وہ اللہ کے حکم سے روگردانی کرنے والا ہے

پس

اے میرے عزیز بھائیو!

جو مقامات قرب تمہیں حاصل ہیں اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شے نہیں۔ اسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا مقام ہے۔ نہ اس میں اپنی کوئی طاقت نہ اس میں اپنا کوئی علم۔ پس اس شخص کو نہ دیکھو اس کرسی کو دیکھو جس پر خدا اور اس کے رسولؐ نے اس شخص کو بٹھا دیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے جس خلافت راشدہ کے وقت میں جتنے زیادہ خلفاء اس دوسرے سلسلہ کے ہوں گے یعنی سلسلۂ خلافت ائمہ کے جو مضبوطی کے ساتھ اس کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور جن کے سینہ میں وہی دل جو خلیفۂ وقت کے سینہ میں دھڑک رہا ہے دھڑک رہا ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ ان کو طاقت بخشتی رہے گی۔ آپؐ کے روحانی فیوض سے وہ حصہ لیتے رہیں گے۔ اتنا ہی زیادہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا اور دنیا میں غالب آتا چلا جائے گا اور غالب رہتا چلا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کے فضلوں کو انسان حاصل کرتا چلا جائے گا۔ لیکن جو شخص خلافت راشدہ کے دامن کو چھوڑتا اور خلافت راشدہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس شخص پر خدا تعالیٰ اپنی حقارت کی نظر ڈالتا ہے اور وہ اس کے غضب اور قہر کے نیچے آ جاتا ہے

اللہ تعالےٰ ایسا سامان پیدا کرے کہ ہم میں استثنائی طور پر بھی کوئی ایسا بد قسمت پیدا نہ ہو۔

اب میں دعا کروا دیتا ہوں

اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان تمام وعدوں کو آپ کے اور آپ کی نسلوں کے وجود میں پورا کرے جو اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کو امت مسلمہ کے افراد ہونے کی حیثیت میں دئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر طرح آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اپنے نفسوں کے شر سے بھی آپ کو محفوظ رکھے اور دوسرے کے نفسوں کے شر سے بھی آپ کو محفوظ رکھے۔ فرشتوں کا پہرہ آپ پر ہمیشہ رہے۔ خدا اور اس کے فرشتوں کی محبت کے بول آپ کے کانوں میں ہمیشہ پڑتے رہیں۔ آپ کی آنکھیں اس کے نور سے ہمیشہ منور رہیں۔ آپ کے سینے اس کی قدوسیت سے ہمیشہ تزکیہ حاصل کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ اور ہر رنگ میں آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے ساتھ رہے

آمین

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء۔ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۸ء)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

خلافتِ ثالثہ کی برکات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو جب حضرت مصلح موعودؓ کے جسمِ اطہر کو دفن کرنے کے لئے بہشتی مقبرہ لے جایا گیا تو جنازہ پڑھانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی رقت بھرے الفاظ میں فرمایا :-

"میں چاہتا ہوں کہ نمازِ جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب مل کر اپنے ربِ رؤف کو گواہ بنا کر اس مقدس منہ کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے ایک عہد کی تجدید کریں اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کے مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی ثروت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے اور دنیا میں دین کی سربلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد احبابِ جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

"پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے۔ حتیٰ کہ اسلام دنیا کے تمام ادیان پر غالب آجائے۔"

اِن نیک عزائم اور پاکیزہ تمناؤں اور مقاصد کے ساتھ خلافتِ ثالثہ کا آغاز ہوا۔ اس خلافت پر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تاہم اس قلیل عرصہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کو ہر قسم کی برکات و ترقیات سے نوازا ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ" کے ارشادِ نبوی کے مطابق آج جماعت پر خدا تعالیٰ کا مبارک سایہ ہے۔ اب میں اختصار کے ساتھ خلافتِ ثالثہ کی بعض نمایاں برکات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی برکت

(الف) طالمود میں (جو یہود کی احادیث کی کتاب ہے) مسیح اور اس کے بیٹے و پوتے کے بارے میں مشہور پیشگوئی (ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات جو ایک موعود پوتے کے بارے میں ہیں (ج) نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو بھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی کہ :

"میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"
(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۲)

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ؎

مرا دل ہو گیا خوشیوں سے معمور
ہوئے ہیں آج سب رنج و الم دور
نوید راحت افزا آ رہی ہے
بشارت ساتھ اپنے لا رہی ہے
مرا ناصر مرا فرزندِ اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر

یہ سب الٰہی نوشتے پورے ہوئے جو خلافتِ ثالثہ یعنی قدرتِ ثانیہ کے تیسرے ظہور کی پہلی برکت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کی باتیں پوری ہونے سے ایمان بڑھتا ہے، زندہ خدا پر زندہ ایمان حاصل ہوتا ہے۔

دوسری برکت

خلافتِ ثالثہ کی دوسری برکت جماعتی اتحاد ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ کے مبارک ہاتھ پر جماعت کا شیرازہ پھر مجتمع ہو گیا۔ اور جماعت حضور کی قیادت میں ہر تبلیغی و تربیتی میدان میں آگے سے آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر میدان میں اور ہر تحریک میں غیر معمولی طور پر آپ کی تائید و نصرت فرما کر کامیابی پر کامیابی عطا فرما رہا ہے۔
اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

تیسری برکت

خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ وہ الٰہی مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے جو نبی کا کام ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے مخالفین کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ اور مذاہبِ باطلہ کو چیلنج پر چیلنج دیئے۔ مگر کسی کو ان روحانی مقابلوں کیلئے آپؑ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی فرمایا ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے!
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے!

چنانچہ حضرت خلیفۃ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ان تمام دعوت ہائے مقابلہ کی تجدید فرما چکے ہیں کہ جو دعوتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر مذاہب کے لیڈروں کو دیں میں ان کو قائم کرتا ہوں۔ اور ان کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں۔

چوتھی برکت، قبولیتِ دعا کا نشان

اللہ تعالیٰ کا نبی خالق و مخلوق میں درمیانی واسطہ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے مخلوق کا اپنے خالق سے روحانی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ اِس نشان میں کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت میں پیش فرمائی اس کے عہد میں قرآنی ارشاد "وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" کا ثبوت دن رات ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر قائم فرماتا ہے تو اس خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پہلی دعا یہی کی کہ اے اللہ! مجھے قبولیتِ دعاؤں کا نشان دے۔ صدہا دعاؤں کی قبولیت، اس دعا کے مقبولِ الٰہی ہونے پر شاہد ہے۔

(ب) ---- اسی ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ایک اہم برکت ابتدائی ایامِ خلافت میں ان درد بھرے الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ :-

"خلیفہ جماعت کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے۔ کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا۔ تمہاری محبت رکھنے والا۔ تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا۔ تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا۔ تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں۔ تمہارا اسے فکر ہے۔ درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں۔"
(برکاتِ خلافت صفحہ ۵)

پس خلافت کی یہ برکت صرف مبائعین کو حاصل ہے۔ دوسرے اس برکت سے محروم ہیں۔

پانچویں برکت، تعلیم القرآن کی تحریک کا اجراء

حضرت خلیفۃ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے عہدِ خلافت میں یہ اقرار فرمایا تھا کہ "اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا" ---- چنانچہ اس عہدِ خلافت کی تکمیل کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "تعلیم القرآن" کی تحریک جاری فرمائی۔ حضور نے ۴ فروری ۱۹۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کے فضائل و محاسن اور اس کے فیوض و برکات کا ذکر کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو توجہ دلائی کہ :-

"پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو اپنی نسلوں پر رحم کرو۔ اپنے خاندانوں پر رحم کرو اور پھر اپنے گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو۔ کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بے برکت رہیں گے ہر احمدی کا گھرانہ ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہے، صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو...... کوشش کریں کہ ہر جماعت چاہے وہ شہر کا ہو یا دیہاتی ایک سال کے اندر اندر اس کام کا بیشتر حصہ تکمیل تک پہنچا دے۔ اور دو یا تین سال تک ہمیں یہ نظارہ نظر آئے کہ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور کثرت سے ایسے احمدی ہوں جو قرآن کریم کا ترجمہ بھی جانتے ہوں۔ جب تک ہم اس میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس وقت تک نہ ہمیں کوئی دنیوی ترقی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ روحانی لحاظ سے ہم سرخرو ہو سکتے ہیں۔"

چنانچہ حضور کی اس تحریک پر احباب جماعت نے لبیک کہا۔ اور تمام احمدی جماعتوں اور گھرانوں میں قرآن مجید پڑھنے، سیکھنے اور سکھانے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے انوار و برکات سے ہمارے گھروں کو بھر دے۔ آمین۔

چھٹی برکت، وقفِ عارضی کی تحریک

جماعتوں کی تربیت اور روحانی بیداری کا سامان پیدا کرنے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور بابرکت آسمانی تحریک کا آغاز فرمایا۔ جس کو وقفِ عارضی کی تحریک کہتے ہیں۔ چنانچہ حضور ۱۸ر مارچ ۱۹۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:-

"جہاں احباب جماعت مالی قربانیوں میں دن بدن آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہاں انہیں اپنے اوقات کی قربانی کی طرف بھی زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے ...... اور اس کے لئے میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر رہائیں۔ اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں پر رکھا جاتے اپنے خرچ پر رہیں۔ اور جو کام ان کے سپرد کیا جاتے اُسے بجا لانے کی پوری کوشش کریں۔"

ساتویں برکت

تحریک وقف جدید کے کاموں اور اخراجات کے مقابل پر آمد کی کمی کو دیکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اطفال الاحمدیہ سے تحریک کی:-

"میں آج احمدی بچوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اٹھو اور آگے بڑھو۔ تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں رخنہ پڑ گیا ہے۔ اُسے پر کر دو اور اس کمزوری کو دُور کر دو۔ جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔"

(الفضل ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

چنانچہ اطفال الاحمدیہ اپنے محبوب امام و آقا کی اس تحریک میں خوب جوش اور جذبہ سے حصہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ اُن کے پیارے امام نے اُن کے لئے خدائی برکتوں کے حصول کا ایک دروازہ کھول دیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

آٹھویں برکت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۵ر اگست ۱۹۶۶ء میں اعلان فرمایا:-

"اس لئے میں آج موصی صاحبان کی تنظیم کا خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں۔ تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں ان کی ایک مجلس قائم ہونی چاہیئے یہ مجلس باہمی مشورہ کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے۔ منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہوگا۔"

(الفضل ۱۰ر اگست ۱۹۶۶ء)

اس سیکرٹری وصایا کا کام دوسرے غیر موصی صاحبان کو تحریک کرکے وصیت کروانے کے علاوہ جماعت میں علوم قرآنی کی ترویج و اشاعت بھی ہے۔ کیونکہ وصیت کی ایک اہم غرض اشاعت دین ہے۔

نویں برکت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جماعت پر بے شمار احسانات ہیں۔ حضور ہی کے عہدِ خلافت میں غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا شاندار کام شروع ہوا۔ جس کے خوشکن نتائج آج دنیا کے سامنے ہیں۔ نومبر ۱۹۶۵ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ تو حضور کی جاری کردہ تحریکات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے "فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ" کا قیام عمل میں آیا۔ گویا یہ فنڈ حضور مصلح موعودؓ کی پیاری یادگار ہے۔ اس فنڈ میں احباب جماعت سے ۲۵ لاکھ جمع کرنے کی تحریک کی گئی تھی جماعت نے بڑے خلوص اور محبت کے ساتھ اس پر لبیک کہتے ہوئے ½۳۷ لاکھ تک اس فنڈ کو پہنچا دینے کا عملی ثبوت دے دیا۔

اس فنڈ کے قیام کی دو اہم غرضیں ہیں:-

اوّل:- دنیا میں تبلیغ اسلام کا نظام وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے مبشرین و مبلغین تیار کئے جائیں گے اور بیرونی مشنوں کی تبلیغی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔

دوم:- بعض اعلیٰ دماغ کے نوجوان ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اُن کی صحیح تعلیم و تربیت میں مدد دی جائے۔ تو وہ دنیا کے چوٹی کے دماغوں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ تو ایسے نوجوانوں کی قابلیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے ان کی اس فنڈ میں سے امداد کی جائیگی۔

دسویں برکت، اہل یورپ کو انذار

حضرت خلیفۃ المسیح ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو سفر یورپ پر جانے کا موقعہ ملا۔ خدا تعالیٰ نے اس سفر کو ہر لحاظ سے برکتوں سے بھر دیا۔ حضور نے اس سفر پر روانہ ہونے سے قبل ۲۳ر جون ۱۹۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"خدا جانتا ہے کہ سیر و سیاحت کی کوئی خواہش دل میں نہیں۔ نہ کوئی اور ذاتی غرض اس سے متعلق ہے۔ دل میں صرف ایک ہی تڑپ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے رب کی عظمت اور جلال کو یہ قومیں بھی پہچاننے لگیں جو سینکڑوں سال سے کفر اور شرک کے اندھیروں میں بھٹکتی پھر رہی ہیں اور انسانیت کے محسنِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں قائم ہو جائے۔ تاکہ وہ ابدی حیات کے وارث ہونے والے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ تا اُن کی بدبختی دُور ہو جائے۔"

چنانچہ اس مبارک تبلیغی و تربیتی سفر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۶ر جولائی ۱۹۶۶ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے۔ ۲۱ر جولائی ۱۹۶۶ء کو کوپن ہیگن ڈنمارک میں مسجد "نصرت جہاں" کا افتتاح فرمایا۔ اور مختلف ممالک کا دورہ فرماتے ہوئے مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۶ء کو بخیریت اور کامیاب و بامراد ہو کر ربوہ واپس پہنچ گئے۔

اس سفر کے دوران میں حضور نے جرمنی سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ ڈنمارک اور انگلینڈ کے احمدی مشنوں کا معائنہ فرمایا۔ اسلام کے متعلق لیکچرز دئے۔ پریس کانفرنسوں کو خطاب فرمایا۔ ٹیلیویژن والوں کو انٹرویوز دئے۔ اس طرح بڑے ہی مؤثر طریق پر جماعتِ احمدیہ کا پیغام اکنافِ عالم تک پہنچ گیا۔ ٹیلیویژن اور ریڈیو پر اعلانات ہوتے رہے۔ ہر ملک کے اخبارات میں حضور انور کی مسحور کن روحانی شخصیت اور جماعت کے بارے میں اچھے اچھے نوٹ اور مضامین شائع ہوتے۔ گویا ہمارے آقا نے مادیت کی تاریکی میں جو شمع روشن کی اس کی کرنوں کو خدا تعالیٰ نے زمین کی وسعتوں تک پہنچا دیا۔

ایک انذار

اسی سفر کے دوران میں مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۶۶ء کو حضور نے لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے اہلِ یورپ کو انذار فرمایا کہ:-

"دنیا میں تباہی کی آگ بھڑک رہی ہے آؤ اور محمد رسول اللہ صلعم کے جھنڈے کے سایہ تلے پناہ لے کر اس آگ سے محفوظ ہو جاؤ۔ آج دنیا کے پردہ میں صرف اسلام ہی ہر لحاظ سے کامل اور اکمل اور زندہ مذہب ہے۔ اس کی پیروی سے آج بھی زندہ نشانات اور آسمانی بشارات کا ذاتی طور پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔"

نیز فرمایا:-

"میرے سفرِ یورپ کا مقصد اہلِ یورپ کو یہ پیغام دینا ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے تئیں تباہی سے بچا لیں۔"

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

اگرچہ یہ موضوع خاصہ طویل ہے مگر اختصار کے پیشِ نظر اسی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

ہر قسم کی فضیلت سچے امام کی اطاعت میں ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک بصیرت افروز ارشاد

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے .... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان لاتا ہوں۔ خدا کے حضور اُس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حق دار نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل ۱۵ر نومبر ۱۹۴۶ء)

مُعاونینِ خاص تحریکِ جدید

(۱) مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب سونگھڑوی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ معاونینِ خاص تحریکِ جدید پر سب سے اوّل لبّیک کہہ کر سبقت لے جائیں۔ انہوں نے اپنا وعدہ چار صد پانچ سے بڑھا کر ایک ہزار روپیہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی پیش کش قبول فرماتے۔ اور اُن احباب کی بھی جو تحریک سے قبل ایک ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ ادائیگی سالہا سال سے کرنے کی وجہ سے معاونینِ خاص میں شمار ہوں گے۔ امید ہے دیگر صاحبِ توفیق احباب بھی اس حصولِ ثواب کے موقعہ سے مستفید ہوں گے۔

(۲) احباب وعدوں کے پورا کرنے اور جنہوں نے وعدے نہیں کئے وہ وعدے کرنے کی طرف مہربانی کرکے توجّہ فرمائیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"اگر ایک شخص اخلاص کے ساتھ "تحریکِ جدید" میں حصّہ لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آئندہ سال اُسے پہلے سے زیادہ قربانی کی توفیق ملے ..... جن کو قربانی میں بڑھنے کی توفیق نہیں ملی، اُن کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

منظوری عہدیداران جماعتِ احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ نوازش جماعتِ احمدیہ سونگھڑہ ضلع کٹک اڑیسہ کے عہدیداران کیلئے مندرجہ ذیل منظوری عطا فرمائی ہے:۔

(۱) ۔ امیر جماعتِ احمدیہ ــــ مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب۔
(۲) ۔ نائب امیر جماعتِ احمدیہ ــــ " مولوی سید غلام احمد صاحب۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

جماعتِ احمدیہ میں خلافت کی نعمت۔ بقیہ صـ۲

گذاری کا جو حسرت کے ساتھ نقشہ پیغامِ صلح نے پیش کیا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت مبایعین اپنے محبوب امام اور برحق خلیفہ کے ساتھ اسی نوع کی اطاعت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فدائیت کا نمونہ دکھا رہی ہے۔ خلافتِ ثانیہ کا ۵۲ سالہ کامیاب دور ایک واضح حقیقت دنیا کے سامنے پیش کر چکا ہے اور اب خلافتِ ثالثہ کا موجودہ وقت ہر چشم بینا کے لئے دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ یہ نعمتِ خلافت ہی کی برکت ہے کہ سچی اور حقیقی اخوّتِ اسلامی کا وہ شاندار نمونہ جو صدرِ اسلام میں دیکھا گیا اب جماعتِ احمدیہ میں دیکھا جا سکتا ہے اور دوسری طرف محبوب امام ہمام کے مبارک دل میں بھی افرادِ جماعت کے لئے محبت کا ایک دریا موجزن ہے۔ اس کی نظیر زندہ لوگوں میں اور کسی جگہ نہیں ملتی۔

وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ مَتَّعَنَا اللّٰهُ بِطُوْلِ حَيَاتِهٖ وَ بَرَكَاتِ خِلَافَتِهٖ۔ اٰمِيْن۔

صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال

اور
بقایا دار جماعتوں کی خدمت میں گذارش

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال یکم مئی سے شروع ہو چکا ہے۔ گذشتہ مالی سال میں مجموعی طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی آمد کی پوزیشن بفضلہ تعالیٰ بہتر رہی ہے۔ جن جماعتوں نے اپنے گذشتہ مالی سال کا بجٹ آمد چندہ جات، پورا کیا ہے نظارت ہذا اُن کے تعاون کی ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جملہ احباب اور جماعتوں کو بڑھ چڑھ کر خدمتِ سلسلہ اور قربانی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بجٹ وصولی اور بقایا کا جماعت وار جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی وصولی گذشتہ مالی سال میں متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی اور چند ایک جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی وصولی میں کافی کمی ہے۔ ایسی جملہ بقایا دار جماعتوں کے نام نظارت ہذا کی طرف سے سالِ رواں کے مشخصہ بجٹ کے ساتھ بقایا کی اطلاعات بھی بھجوائی جا رہی ہیں۔

بقایا جات کی ادائیگی کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے۔"

نیز حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں حصّہ نہیں لوگے تو خدا تعالیٰ اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دیگا مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصّہ نہ لے کر گنہ گار نہ بن جاؤ۔"

لہٰذا حضور رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ احبابِ جماعت اور عہدیداران مال اس نئے شروع ہونے والے مالی سال میں ایک نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ اس مالی فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمادیں اور ہر جماعت کے دوست یہ کوشش کریں کہ اُن کا آئندہ قدم ترقی پر ہو اور جن جن جماعتوں میں گذشتہ مالی سال میں کچھ سستی اور غفلت ہوئی ہے اس سال میں وہ اپنے بقایا جات کو صاف کرکے سابقہ کوتاہی کا ازالہ کر سکیں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کے تایا مکرم حاجی محمد محسن صاحب یادگیری عرصہ دراز سے گلے کی تکلیف میں مبتلا ہیں ایک ہفتہ سے حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ تمام احبابِ جماعت سے موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار بشارت احمد حیدر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

REGD. No. P. 67　　PHONE No. [illegible]

The Weekly Badr Qadian

KHILAFAT NUMBER

سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

احبابِ جماعت کے نام ایک ضروری پیغام

۱۹۵۹ء میں سیّدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنی علالت کے آغاز میں جماعت کے تمام افراد کے نام ایک نہایت درجہ اہم اور ضروری پیغام تحریر فرمایا جس میں آپؓ نے افرادِ جماعت کو مختلف اہم اُمور کی طرف ناصحانہ رنگ میں توجہ دلائی۔ احباب کے ازدیادِ ایمان اور اس کی اہمیت کے پیشِ نظر حضور کے اس رُوح پرور پیغام کا ایک اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— ایڈیٹر

حضور فرماتے ہیں:۔

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوّت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اُونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پُورا کرتے رہو۔ احمدیّت کے مبلّغ اسلام کے سچّے سپاہی ثابت ہوں اور اِس دُنیا میں خدائے قدّوس کے کارندے بنیں۔ کیا ہمارا خُدا اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا جتنا کہ حضرت مسیح ناصریؑ رکھتے تھے مسیح ناصریؑ تو ایک نبی تھے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم تمام نبیوں کے سردار تھے۔ خدا تعالےٰ اُن کی سرداری کو دونوں جہان میں قائم رکھے۔ اور اُن کے ماننے والوں کا جھنڈا کبھی نیچا نہ ہو۔ اور وہ اور اُن کے دوست ہمیشہ سر بلند رہیں۔ آمین ثمّ آمین۔"

(منقول از الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)